ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

امام قرطبیؒ کے منہج واسلوب کا تحقیقی جائزہ: تفسیر الجامع لاحکام القرآن کی روشنی میں

A research review of Imam Qurtubi,s methodology in the light of Tâfsîr Al Jâmê Lî Ahkâm Al Qûran

Farzana Bibi
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University D.I.Khan.
Email: farzanaqadar6@gmail.com
Dr. Muhammad Aslam Khan
Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University D.I. Khan.
Email: maslamkhanqurtuba@gmail.com
Dr. Fazl Ilahi Khan
Professor, Department of Islamic Studies , Qurtuba University D.I.Khan.
Email: fazalkhansadozai@gmail.com

Abstract

Imam al-Qurtubi! He was a renowned Islamic scholar and exegete from Cordoba, Spain. His full name was Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Abu Bakr bin Farah al-Qurtubi, and he lived from 1214 to 1273 CE. Al-Qurtubi was a proficient of various Islamic sciences, including tafsir (Qur'anic exegesis), hadith, and fiqh (jurisprudence). His most famous work is his comprehensive commentary on the Qur'an, "Al-Jami' li Ahkam al-Qur'an" (The Collection of the Rules of the Qur'an), which is still studied and revered by scholars and students today. His contributions to Islamic thought and scholarship have a profound impact on the development of Islamic theology and jurisprudence. Tafseer e Qurtabi (Al Jame Li Ahkam Il Quran) is a complete interpretation of the Quran written by Imam Abu Abdullah Al-Qurtubi. Key points about this book include-:

It is considered one of the most authentic and reliable book of Tafsir (interpretation) of the Quran.

In this article, Imam Qurtubi's methadology,s has been reviewed.

***Key words**: imam qurtubi, jurisprudential commentary,Tafsir Al jame.*

امام قرطبیؒ ابو عبداللہ محمد بن ابو بکر انصاری ، خزرجی اندلسی کا تعارف

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابوبکر بن فرح الانصاری، قرطبیؒ، اندلسی،ساتویں صدی کے مشہور بزرگ، محقق، محدث، مفسر اور ائمہ کبار میں سے ہیں۔علامہ صفدیؒ نے"الوافي بالوفيات"میں امام قرطبیؒ کا نام اور نسب یوں ذکر کیا ہے:

"القرطبي صاحب التفسير محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأمام العلامة أبو عبد الله، الأنصاري الخزرجي القرطبي"[1]

علامہ صفدیؒ امام قرطبیؒ کے متعلق مزید لکھتے ہیں:

"أمام متقن متبحر في العلم له تصانيف مفيدة تدل على كثرة أطلاعه ووفور فضله"[2]

ترجمہ۔امام قرطبیؒ علم میں راسخ اور متبحر ہیں،ان کی تصانیف باعث استفادہ ہیں کہ ان میں کثیر علم و فضل پایا جاتا ہے۔

---

[1] ۔ الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات، بیروت: داراحیاء التراث العربی، 2000ء، 2:87۔

[2] ۔ نفس مصدر۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

امام قرطبیؒ کی سوانح پر بہت ساری کتابیں تالیف کی گئی ہیں، ان میں مفصل اور مختصر تصانیف پائی جاتی ہیں۔امام قرطبی کی سوانح پر تحقیق کرنے والوں میں سے ڈاکٹر مفتاح بلقم، محقق حسین ایزکت اور ڈاکٹر محمد بن شریف وغیرہ سرِ فہرست ہیں لیکن اس کے باوجود کسی مصنف نے بھی امام قرطبی کی سوانح کا پورا احاطہ نہیں کیا ہے، بالخصوص ان میں امام قرطبیؒ کی تاریخ پیدائش کا تذکرہ تو مفقود ہونے کے برابر ہے۔ان کے کتب میں فقط یہاں تک ذکر ملتا ہے کہ امام قرطبیؒ کی ولادت اندلس کے بڑے شہر قرطبہ میں ہوئی۔

امام قرطبیؒ کی سوانح پر محققین نے اس سے آگے ان کے ولادت کے متعلق جو باتیں تحریر کی ہیں وہ سب کے سب ثبوت و شواہد کے میدان میں محض مفروضات اور قیاسیات پر مبنی ہیں۔میری تحقیق کے مطابق اگر ان کتب میں امام قرطبیؒ کی ولادت کے متعلق مذکور اقوال میں اگر علیحدہ طور پر ہر ایک پر محققانہ بات کی جائے تو یہ موضوع از حد طوالت اختیار کرتے ہوئے کسی دوسری جانب رخ اختیار کرلے گا۔

مؤرخین امام قرطبیؒ کی تاریخ وفات شوال کا مہینہ، پیر کا دن 671ھ قرار دیتے ہیں[3] لیکن جہاں تک ان کی ولادت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں بہت سارے متضاد اقوال موجود ہیں۔ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ امام قرطبی کی ولادت 580 ھ اور 590 ھ کے درمیان ہوئی ہے، جبکہ محمد الدسوقی کا خیال ہے کہ آپ ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں پیدا ہوئے[4]۔جہاں تک مفتاح بلقم کی تحقیق کا تعلق ہے تو وہ دونوں اقوال کو یکجا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عمومی طور پر ہم جس چیز کی تصدیق کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ امام قرطبیؒ کی پیدائش ساتویں صدی ہجری کے شروع یا چھٹی صدی کے آخر میں ہوئی[5] اور محقق حسین ایزکت اور دیگر محققین کی ایک جماعت بھی اسی طرف گئی ہے۔[6]

اس سلسلے میں محققہ کی ذاتی تحقیق یہ ہے کہ کافی تتبع و تلاش کے باوجود امام قرطبیؒ کی تاریخ ولادت کے متعلق کتب التراجم والطبقات میں کسی معتبر کتاب سے حوالہ نہیں ملا۔ جن حضرات نے 1204ء یا 1214ء بتلایا ہے وہ سب کے سب قیاسی اور تخمینی اقوال ہیں۔ میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ امام قرطبیؒ کی تاریخ ولادت کے متعلق کتب التراجم خاموش ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام قرطبیؒ کی تاریخ ولادت کے متعلق قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ علامہ صفدی اور علامہ زرکلی جیسے احوالِ رجال اور علم تاریخ کے میدان میں مسلم الثبوت شخصیات بھی امام قرطبیؒ کے احوال میں اس کی تاریخ ولادت کے متعلق انتہائی خاموشی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

کتب احوال الرجال میں امام قرطبی کی تاریخ ولادت موجود نہ ہونے کا سبب

[3] ۔ السنوسی، بلعم مفتاح، القرطبیؒ: حیاتہ وآثارہ العلمیہ، دار الکتب الوطنیہ، 1998ء، 85۔

[4] ۔ مجلۃ "الامۃ" العدد، 1985ء، 58:28۔

[5] ۔ السنوسی، القرطبیؒ: حیاتہ وآثارہ العلمیہ، 85۔

[6] ۔ ایزکت، حسین، مفہوم المخالفۃ عند القرطبیؒ، 5-6۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

علمی میدان میں امام قرطبیؒ ان لوگوں میں سے تھے جو خداداد ذہنی صلاحیتوں کے مالک تھے۔امام قرطبیؒ کے علوم وفنون اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آپ نے کم عمری میں یہ سب کچھ حاصل کر لیا ہوگا کیونکہ تفسیر کے ضمن میں فقہی مباحث اور فقہاء کے درمیان اختلافی آراء، مباحث علم نقدالرجال، علم الکلام اور عقائد میں مغلق اور مشکل ودقیق تحقیقات، علم نحو کے متعلق عمیق تحقیق پر مشکل مقامات کی توضیح، علم اصول فقہ کے مطابق فروعی مسائل کا استنباط، سابقہ امم کے قصص واخبار اور احوال اشراط الساعہ کا مکمل احاطہ اور عبور حاصل کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ امام قرطبیؒ نے یہ سب کچھ کم عمری میں حاصل کیا ہے۔

ان تمام باتوں کا تذکرہ اس وجہ سے کیا کہ امام قرطبیؒ کی خداداد صلاحیتوں کو پیشِ نظر رکھ کر یہ فیصلہ آسان ہو جائے کہ اس کی تاریخ ولادت میں جو جہالت واقع ہوئی ہے، یہ شاید امام قرطبیؒ کی نیکی، سخاوت اور ذہانت کی وجہ سے ہے کہ اس نے اپنی شخصیت کے احوال کو ظاہر کرنے سے گریز کیا، اس کے علاوہ ایک اور سبب بھی ہے جس کی بنا پر امام قرطبیؒ اور اس کے خاندان کے احوال ذکر کرنے پر تاریخ کے کتب خاموش ہو گئے اور وہ یہ ہے کہ امام قرطبیؒ ایک غریب گھرانے کے چشم وچراغ تھے، جس کا ثبوت امام قرطبیؒ کے مایہ ناز کتاب "التذکرة في احوال الموتي وامور الآخرة" سے ہوتا۔اس کتاب میں امام قرطبیؒ ایک واقعہ بیان کر کے لکھتے ہیں:

"ولقد كنت في زمن الشباب أنا و غيري ننقل التراب على الدواب من مقبرة عندنا تسمى بمقبرة اليهود خارج قرطبة و قد اختلط بعظام من هناك و عظمهم و لحومهم و شعورهم و أبشارهم إلى الذيم يصنعون القرمد للشقف"

ترجمہ۔اور ہم جوانی کے زمانہ میں میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قرطبہ شہر کے باہر مضافات میں واقع پرانے قبرستان سے جو یہودیوں کا قبرستان مشہور تھا،اپنے جانوروں(گدھوں وغیرہ) پر مٹی لایا کرتے تھے(اور کنکریٹ وغیرہ لا کر عمارات کی تعمیر کا سامان بنانے والوں اور مکانات کی زینت و آرائش کے لیے عماراتی ماربل گچ اور مرکب تیار کرنے والوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے)ہم مٹی کھودتے ہوئے دیکھتے تھے کہ وہاں سے انسانی مردوں کی ہڈیاں، بال اور گوشت وغیرہ مٹی میں مخلوط ہوتی تھیں۔

اس عبارت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام قرطبیؒ نے ایک غریب گھرانے میں پرورش پائی جس کی وجہ سے تاریخ نے ان کے خاندان کی طرف التفات کم کیا۔اس سے پہلے میں لکھ چکی ہو کہ امام قرطبیؒ کی سوانح پر تحقیق کرنے والوں میں سے کسی نے بھی ابھی تک اس کی سوانح کا پورا احاطہ نہیں کیا، جس کی وجہ سے امام قرطبیؒ کے مناقب اور ان کی علمی صلاحیتوں کا ایک وافر تذکرہ ضائع ہوا۔

امام قرطبیؒ جس دور میں پیدا ہوئے، اس دور میں اندلس اور الحمراء بخارا اور نیشاپور کی طرح علمی مراکز تھے اور لوگ کتابوں کے مطالعہ کے دلدادہ اور شوقین تھے، دوسری طرف لوگ کھیتی باڑی کے کاموں کی کمائی پر گزارہ کر کے علمی موتیاں چننے میں گم گشتہ راہ تھے کہ اتنے میں ہسپانیوں کے مظالم سے بہت سارے لوگ موت کے منہ میں چلے گئے۔

امام قرطبیؒ نے اپنے شیوخ سے ایک مسئلہ کے بارے میں حکم طلب کیا اور سوال کیا کہ دشمن جب صبح کے وقت کسی قوم پر ان کے گھروں میں حملہ کر دے اور انہیں اس کے بارے علم نہ ہو اور وہ ان میں سے بعض کو قتل کر دے تو کیا ان کا حکم میدان

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

جنگ میں قتل ہونے والوں کے حکم کی طرح ہوگا یا عام مردوں کے حکم کے مثل؟امام قرطبیؒ اس سوال کی وجہ بتلانے کی ضمن میں اپنے والد کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذه المسألة نزلت عندنا بقرطبة أعادها الله: أغار العدوقصمه الله صبيحة الثالث من رمضان المعظم سنة سبع وعشرين وستمائة والناس في أجرانهم على غفلة، فقتل وأسر، وكان من جملة من قتل والدي رحمه الله، فسألت شيخنا المقرئ الأستاذ أبا جعفر أحمد المعروف بأبي حجة فقال، غسله وصلي عليه، فإن أباك لم يقتل في المعترك بين الصفين "[7]

ترجمہ۔یہ مسئلہ ہمیں قرطبہ میں پیش آیا اللہ تعالی اسے دوبارہ ہمارے پاس نہ لائے،اللہ تعالی دشمن کو ہلاک کرے۔یہ واقعہ تین رمضان 627 ھ کی صبح کو پیش آیا جب لوگ اپنے گھروں میں ابھی غفلت میں تھے تو انہوں نے بعض کو قتل کردیا اور بعض کو قید کرلیا۔ان افراد میں سے جو شہید کردیے گیے، میرے والد بھی تھے تو میں نے اپنے شیخ المقری الاستاذ ابو جعفر احمد المعروف باِبی حجہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا، انہیں غسل بھی دو اور ان پر نماز جنازہ بھی پڑھوکیونکہ تمہارے والد میدان جنگ میں دو لشکروں کی صفوں کے درمیان شہید نہیں کئے گئے۔

علمی اکتساب کا فیض

امام قرطبیؒ نے فنون کی ابتدائی کتب سے فارغ ہو کر اپنی علمی ترقی کے لیےکسی مدرسے میں مستقل قیام کا جب ارادہ کیا، تو اُس وقت اندلس کو زیادہ موزوں سمجھا کیونکہ وہ دوراندلس کے عروج کا تھا۔ابن روح،ابن جمیزی،احمد بن عمر قرطبیؒ،محمد بن محمد بکری کا محدثانہ مقام اور اکابر مالکیہ کے مفسرانہ زمزمے چہار دانگ عالم کو چار چاند لگائے ہوئے تھے۔ل۔ پہلے ہی سے علمی سفرپر دور جانے کا شوق قلب میں پیوست تھااوراکابر مالکیہ کی ترغیب نے شوق میں مزید اضافہ کیا۔اس وجہ سے نو عمری ہی میں دل میں علم کا شوقِ جنونی اور بے تاب کردینے والا علمی جذبہ موجزن ہونے کی وجہ سے "منیۃ بن خضیب" کو اپنا مسکن بنایا۔علامہ زرکلیؒ لکھتے ہیں:

"من كبار المفسرين، صالح متعبد، من أهل قرطبة، رحل إلى الشرق واستقر بمنية ابن خصيب"[8]

ترجمہ۔امام قرطبیؒ کا شمار اکابر مفسرین میں سے ہے،اہل قرطبہ میں سے نیک عبادت گزار انسان تھے،مشرق کی طرف رحلت کرکے منیۃ بن خضیب میں قرار حاصل کیا۔

امام قرطبیؒ نے جن شیوخ سے استفادہ کیا ہے وہ تو بے شمار ہیں لیکن علامہ مراکشیؒ لکھتے ہیں کہ امام قرطبیؒ نے عامر بن ربیع سے علمی فیض حاصل کرکے مشرق کا رخ کیااور وہاں احمد بن عمر قرطبیؒ انصاری،عبدالمعطی بن محمد بن عبدالمعطی اللخمی الاسکندری اور عبدالوہاب بن ظافر بن علی بن ابی الحسن القرشی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔[9]

7۔ القرطبیؒ،ابوعبداللہ،محمد بن احمد بن ابی بکر،الجامع لاحکام القرآن،بیروت:دارالکتب المصریہ،1384ھ،4:272۔

8۔ الزرکلی،خیرالدین بن محمود دمشقی،الاعلام،بیروت:دارالعلم للملایین،2002ء،2:322۔

9۔ المراکشی،ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالملک،الانصاری،الذیل والتکملۃ لکتابی الموصول والصلۃ،بیروت:دارالثقافۃ،1965ء،2:585۔

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

امام قرطبیؒ کے مذکورہ شیوخ گننے میں اجمالاً علامہ زرکلیؒ کے ساتھ اتفاق کرتی ہوں لیکن بنیادی طور پر امام قرطبیؒ کے شیوخ میں سے بعض اندلسی ہیں اور بعض مصری ہیں۔کیونکہ امام قرطبیؒ نے سقوطِ قرطبہ کے بعد مصر کی طرف ہجرت کی، جس کے بعدامام قرطبیؒ نے وہاں کے شیوخ سے کافی استفادہ کیا۔درج ذیل میں ان کوالگ الگ شمار کیا جاتا ہے۔

اندلسی شیوخ

ابن ابی حجہ،ابو جعفر احمد بن محمد القیسی(المعروف بابن ابی حجہ)

امام قرطبیؒ نے پوری تفسیر "الجامع الاحکام القرآن" میں چار مرتبہ اس کا تذکرہ کیا ہے:

1. "لا تزال طائفة من أمتي "روایت کی تاویل کے ذیل میں۔[10]
2. میدان جنگ میں شہید ہونے کے متعلق اس کو جنازہ اور غسل دینے کے بارے میں۔[11]
3. حضرت انس رضی اللہ عنہ کی قول "واشتد اشتعال القتال" کے متعلق ابن ابی حجہ کی رائے۔[12]
4. "لا يزال أهل الغرب ظاهرين على الحق "روایت میں تاویل کے متعلق ابن ابی حجہ کی رائے۔[13]

ربیع بن عبدالرحمن بن احمد بن ربیع بن ابی

امام قرطبیؒ نے تفسیر "الجامع الاحکام القرآن" میں صرف ایک مرتبہ اس کا ذکر کیا ہے:

1. میدان جنگ میں شہید ہونے کے متعلق اس کو جنازہ اور غسل دینے کے بارے میں۔[14]

ابو الحسن، علی بن قطرال

امام قرطبیؒ نے تفسیر "الجامع الاحکام القرآن" میں صرف ایک مرتبہ اس کا ذکر کیا ہے:

1. میدان جنگ میں شہید ہونے کے متعلق اس کو جنازہ اور غسل دینے کے بارے میں۔[15] یہ مسئلہ امام قرطبیؒ نے اپنے تینوں شیوخ سے دریافت کیا ہے اور ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ جواب دیا جس کو اس نے ایک ہی جگہ نقل کیا ہے۔

مصری شیوخ

ابوالعباس ،ضیاء الدین احمد بن عمر بن ابراہیم بن عمر الانصاری القرطبیؒ

10۔ تفسیر القرطبیؒ،297:8۔
11۔ نفس مصدر،272:4۔
12۔ نفس مصدر،289:1۔
13۔ نفس مصدر،297:8۔
14۔ نفس مصدر،272:4۔
15۔ نفس مصدر،272:4۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

امام قرطبیؒ نے "التذکرہ" میں دو مرتبہ اس کا ذکر کیا ہے:

1. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول قول "ألا أتحفك بحديث تفرح به؟" امام قرطبیؒ نے التذکرہ میں یہ ابوالعباس القرطبیؒ کی سند سے بیان کیا ہے۔[16]
2. ایک روایت ہے جس میں محشر کا ذکر اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ "يصعق الناس فأكون أول من تنشق عنه الأرض فإذا موسى" اس میں ایک تاویل کے تحت امام قرطبیؒ نے ابوالعباس القرطبیؒ کا تذکرہ کیا ہے۔[17]

ابو محمد، عبد الوہاب بن ظافر بن علی بن فتوح بن ابی الحسن القرشی

"التذکرہ" میں صرف ایک مرتبہ اس کا ذکر کیا گیا ہے:

1. حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے منقول روایت "إذا مات الرجل منكم فدفنتموه فليقم،الخ" امام قرطبیؒ نے عبد الوہاب بن ظافر بن علی القرشی کی سند سے بیان کیا ہے۔[18]

ابو الحسن، علی بن ہبۃ اللہ شافعی

یہ ابن جمیزی سے مشہور ہے اور "التذکرہ" میں اس کا بھی صرف ایک مرتبہ ذکر موجود ہے۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے جو روایت منقول ہے وہ روایت ام قرطبیؒ نے عبد الوہاب بن ظافر بن علی القرشی اور ابو الحسن علی بن ہبۃ اللہ شافعی دونوں کی سند سے بیان کی ہے اور دونوں کا نام "مقترون" ذکر کرکے فرماتے ہیں:

" أنبأناه الشيخ المسنّ الحاج الراوية: أبو محمد عبد الوهاب بن ظافر بن علي بن فتوح بن أبي الحسن القرشي- عرف بابن رواح- بمسجده بثغر الإسكندرية حماه اللّه، والشيخ الفقيه الإمام مفتي الأنام أبو الحسن علي بن هبة اللّه الشافعي بمنية بني خصيب، على ظهر النيل بها،(اجازة)"[19]

ابوالحسن، علی بن محمد بن محمد بن محمد بن عمرو البکری

یہ الحسن البکری سے مشہور ہے، امام قرطبیؒ نے اپنی تمام تصانیف میں دو دفعہ اس کا ذکر کیا ہے۔ ایک دفعہ التذکرہ میں اور ایک دفعہ تفسیر "الجامع الاحکام القرآن" میں۔ کتاب "التذکرہ" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"خلق اللّه تعالى السموات والأرض أنزل مائة رحمة كل رحمة طباقهما فقسم رحمة واحدة منها على جميع الخلائق، فمنها يتعاطفون فإذا كان يوم القيامة رد هذه الرحمة على التسعة والتسعين فأكملها مائة يرحم اللّه بها عباده يوم القيامة حتى إن إبليس ليتطاول لها رجاء أن ينال منها شيئ "[20]

---

[16]۔ القرطبیؒ، التذکرہ باحوال الموتی وامور الآخرۃ، قاہرۃ: مکتبۃ الصفا، 2001ء، 1:174۔

[17]۔ نفس مصدر، 2:321۔

[18]۔ نفس مصدر، 2:132۔

[19]۔ نفس مصدر، 2:132۔

امام قرطبیؒ نے یہ روایت الحسن البکری کی سند سے نقل کیا ہے۔امام قرطبیؒ اس روایت کی سند ان الفاظ سے شروع کرتا ہے:

"أخبرناه عاليا الشيخ الإمام الحافظ المسند أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن عمرو البكري التيمي من ولد أبي بكر الصديق رضي الله عنه، قراءة عليه بالمنصورة بالديار المصرية، في يوم الجمعة الثالث عشر من شهر رجب الفرد سنة سبع وأربعين وستمائة،الخ "[21]

تفسیر "الجامع الاحکام القرآن" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ الفاظ پڑھتے تھے:

"سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين"[22]

امام قرطبیؒ نے یہ روایت بھی الحسن البکری کی سند سے نقل کیا ہے۔اس روایت کی سند امام قرطبیؒ ان الفاظ سے شروع کرتا ہے:

"قرأت عل الشيخ الإمام المحدث الحافظ أبي علي الحسن بن محمد بن محمد ابن عمرو البكري بالجزيرة قبالة المنصورة من الديار المصرية"[23]

امام قرطبیؒ کے تلامذہ

1. شہاب الدین احمد۔امام قرطبیؒ کے تلامذہ میں سے یہ زیادہ مشہور ہے اور یہی امام قرطبیؒ کا بیٹا ہے جس نے اس سے کافی استفادہ کیا۔
2. ابو جعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر بن محمد بن ابراہیم بن زبیر بن عاصم ثقفی العاصمی الغرناطی۔
3. اسماعیل بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الصمد الخراستانی۔
4. ابو بکر محمد ابن الامام الشہید کمال الدین ابی العباس حمد بن امین الدین ابی الحسن علی بن محمد بن الحسن القسطلانی المصری۔
5. ضیاء الدین احمد بن ابی السعود بن ابی المعالی البغدادی، المعروف بالسطریجی۔[24]

امام قرطبیؒ کی تصانیف

امام قرطبیؒ چونکہ کثیر التصانیف ہیں اس لیے ان کی تمام تر تالیفات کا احاطہ مشکل ہے البتہ ان کی مشہور تصنیفات درج ذیل ہیں:

1. الجامع الاحکام القرآن۔

20۔ نفس مصدر،55:2۔
21۔ نفس مصدر،55:2۔
22۔ تفسیر القرطبیؒ،141:15۔
23۔ نفس مصدر،141:15۔
24۔ السنوسی،القرطبیؒ:حیاتہ وآثارہ العلمیہ،85۔

2. أرجوزة جمع فيها أسماء النبي صلى الله عليه وسلم.
3. التقريب لكتاب التمهيد لابن عبدالبر.
4. رسالة في ألقاب الحديث.
5. المصباح في الجمع بين الأفعال والصحاح.
6. الأقضية.
7. الإعلام بما في دين النصارى من المفاسد والأوهام، وإظهار محاسن دين الإسلام.
8. المقتبس في شرح موطأ مالك بن أنس.
9. اللمع اللؤلؤية في شرح العشرينات النبوية، وقد ذكره القرطبي في تفسيره.
10. منهج العباد، ومحجة السالكين الزهاد.
11. التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة،
12. التذكار في أفضل الأذكار.
13. كتاب "شرح التقصي".
14. الأسنى في شرح أسماء الله الحسنى وصفاته العليا.
15. قمع الحرص بالزهد والقناعة وردّ ذُل السؤال بالكسب والصناعة.

امام ابن فرحون مالکی علمائے مالکیہ میں سے بہت بڑے مورخ اور فقیہ گزرے ہیں وہ، "قمع الحرص بالزهد والقناعة وردّ ذُل السؤال بالكسب والصناعة" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے اس موضوع پر امام قرطبیؒ کے کتب میں سے اس سے بہتر کتاب نہیں دیکھی۔[25]

تفسیر قرطبیؒ کا تعاف

دنیا میں جس قدر مفسرین بھی گزرے ہیں, ان میں سے ہر ایک مفسر کا ایک منفرد انداز اور مزاج ہے، جس کی وجہ سے وہی مزاج ان کے تفسیر میں غالب رہتا ہے۔امام قرطبیؒ فقہی اعتبار سے مالکی مذہب کے مقلد ہیں اور ان کا مزاج چونکہ فقہی جزئیات کی طرف زیادہ مائل ہے اس لیے ان کی تفسیر میں فقہی مباحث دیگر مباحث کی نسبت زیادہ ہیں۔اس لیے امام قرطبیؒ آیات کی تفسیر میں معمولی سی مناسبت سے مفصل اور طویل فقہی مباحث صفحہ قرطاس پر بکھیر دیتے ہیں

امام قرطبیؒ کی تفسیر ہمارے ہاں تفسیر قرطبیؒ کے نام سے مشہور ہے جس کا پورا نام علامہ کاتب حلبی (المعروف بحاجی خلیفہ) نے اپنی مشہور تالیف "كشف الظنون عن آسامى الكتب والفنون" میں "جامع لأحكام القرآن والمبين لما تضمن من السنة وآي الفرقان"[26] ذکر کیا ہے۔ لیکن مشہور اور متداول مطبوعات میں تفسیر کے پہلے صفحے پر "الجامع لاحکام القرآن" لکھا ہے۔

25۔ ابن فرحون، ابراہیم بن علی بن محمد، الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب، القاہرۃ: دار التراث للطبع والنشر، س ن، 2:309۔

26۔ حلبی، حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبداللہ، کشف الظنون عن آسامی الکتب والفنون، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1941ء، 1:534۔

یہ تفسیر مختلف اداروں سے شائع ہوا ہے اور جس ادارے سے وہ شائع ہوتا ہے وہاں کسی نہ کسی محقق کی تحقیق و تصحیح کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ چند مشہور ناشر درج ذیل ہیں:

1. دار العالمیہ للنشر والتوزیع قاہرہ نے "محمد بن نصر ابو جبل" کی تحقیق سے سن 2018ء میں 10 جلدوں میں شائع کیا ہے۔
2. دار الحدیث قاہرہ مصر نے "محمد بن ابراہیم حفناوی" کی تحقیق سے سن 2010ء میں 12 جلدوں میں شائع کیا ہے۔
3. عالم الکتب مصر نے "ہشام سمیر البخاری" کی تحقیق سے سن 1423ھ میں 22 جلدوں میں شائع کیا ہے۔
4. موسسۃ الرسالہ نے "عبدالمحسن ترکی" اور "محمد رضوان عرقسوسی" کی تحقیق سے سن 1428ھ میں 22 جلدوں میں شائع کیا ہے۔
5. دار الکتاب العربی نے "محقق عبد الرزاق المہدی" کی تحقیق سے سن 1400ھ میں 22 جلدوں میں شائع کیا ہے۔

ان تمام تر مطبوعات میں میرے نزدیک سب زیادہ تصحیح شدہ اور معتمد بہ آخری نسخہ ہے جس کو محقق عبد الرزاق المہدی نے دیگر متعدد قلمی نسخوں کے ساتھ موازنہ کر کے تصحیح کی ہے۔

الجامع لاحکام القرآن کا منہج اور اسلوب

تفسیر قرطبیؒ کو غور سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں شرط اور منہج کے طور پر درج ذیل امور کا لحاظ رکھا ہے:

1. الجامع لاحکام القرآن میں امام قرطبیؒ کا بنیادی منہج مباحثِ فقہیہ ہیں۔ معمولی سی مناسبت پر آیت سے متعلق تمام تر فقہی مباحث کو ذکر کرتے ہیں۔
2. الجامع الاحکام القرآن میں امام قرطبیؒ نے فقہ، اصول، بلاغت، منطق، فلسفہ اور نحو میں سے جو بھی قول نقل کیا ہے اس قول کی اضافت اس کے قائل کی طرف ضرور کی ہے۔ ایسے ہی ہر حدیث کی اضافت اس کے مصنفِ کتاب کی طرف کر کے یہ التزام کیا ہے کہ یہ حدیث فلاں کتاب کے اندر فلاں محدث نے نقل کی ہے۔
3. تفسیر کے اندر امام قرطبیؒ توضیح کے لیے قصص واخبار اور تاریخی اقوال کا سہارا لے کر بعض واقعات ذکر کرتے ہیں۔
4. آیات کی تفسیر میں اگر احکام ہو تو وہاں فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں اتنے مسائل ہیں اور یہ منہج امام قرطبیؒ نے متعدد مقامات پر اختیار کیا ہے۔
5. اگر کسی آیت کے ضمن میں کسی مسئلہ میں متعلق حکم کی تصریح نہ ہو تو وہاں صرف تفسیر و تاویل پر اکتفاء کرتے ہیں۔
6. امام قرطبیؒ ہر آیت کا سبب نزول، علم قراءت کے متعلق بحث، اشعار اور ضرب الامثال کے ذریعہ غریب الفاظ کی تشریح اور وجہ اعراب ذکر کرتے ہیں۔
7. امام قرطبیؒ الجامع لاحکام القرآن میں بیشتر مقامات پر اپنے مستدلات کی توثیق اور مخالفین میں سے بالخصوص احناف کے دلائل کی تضعیف و توہین کرتے رہتے ہیں۔

الجامع لاحکام القرآن اسی قسم کی باتوں سے بھرا ہوا ہے۔"سورۃ فاتحہ "کی تفسیر میں مسئلہ قراءت خلف الامام پر بحث کرتے ہوئے امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"وأما قوله صلى الله عليه وسلم: (من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة) فحديث ضعيف"[27]

ترجمہ۔رہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جس کا امام ہو، تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے سو یہ حدیث ضعیف ہے۔

یہاں اس روایت میں صرف "ارسال "اور "وصل "میں کلام ہے، باقی امام قرطبیؒ کے نزدیک بھی مرسلاً یہ روایت مسلم اور صحیح ثابت ہے اور یہ بات آگے چل کر ہم امام قرطبیؒ کے کلام سے ثابت کرتے ہیں لیکن یہاں امام قرطبیؒ نہایت شدت اور غصہ میں آکر حضرت امام ابو حنیفہ پر جرح ضعف کی حد تک مجبور ہوئے ہیں۔

میں یہاں اس الجھن میں نہیں بڑتی کہ اس روایت کے دیگر متعدد طرق بھی موجود ہیں جو اس روایت کو تقویت دیتے ہیں کیونکہ علامہ بدر الدین عینی نے "نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار "میں اس روایت کے تمام طرق جمع کیے ہیں اور ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ محققانہ کلام کر کے ہر اعتراض کا جواب دیا ہے[28] لیکن امام قرطبیؒ نے یہاں اس روایت پر ضعف کا حکم لگا کر غصہ ٹھنڈا کیا ہے یہ دراصل امام دار قطنی کے پیچھے پڑ کر مغالطہ میں پھنس گئے ہیں۔اس روایت کے متعلق امام دار قطنی نے جو کچھ لکھا ہے، وہ سب ایک لمبی سانس لے کر امام قرطبیؒ نے نقل کیا۔علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

"قد ظهر لك من هذا تحامل الدارقطني على أبي حنيفة وتعصبه الفاسد"[29]

ترجمہ۔ تحقیق یہ آپ پر ظاہر ہوا کہ امام دار قطنی نے امام ابو حنیفہ کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ سب ان کے فاسد تعصب کی بنا پر ہے۔

8. الجامع لاحکام القرآن کو اچھی طرح مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام قرطبیؒ کا مزاج احناف کے بارے میں متشدد ہے کیونکہ متعدد مقامات پر احناف کو "اصحاب الرائے "کہتے ہیں لیکن خیر یہ تو اتنی بڑی بات نہیں ہے کیونکہ امام ترمذی کی بھی یہی صنیع ہے لیکن بڑی جرأت اور جسارت جو امام قرطبیؒ نے کی، وہ یہ ہے کہ اس نے حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔مسئلہ قراءت خلف الامام پر بحث کرتے ہوئے امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"أسنده الحسن بن عمارة وهو متروك، وأبو حنيفة وهو ضعيف، كلاهما عن موسى بن أبي عائشة عن عبد الله بن شداد عن جابر"

ترجمہ۔ حسن بن عمارہ نے اسے متصل ذکر کیا ہے اور وہ متروک ہے۔ابو حنیفہ وہ بھی ضعیف ہے۔ان دونوں حضرات نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے عبد اللہ بن شداد سے انہوں نے حضرت جابر سے روایت کی ہے۔

اب دیکھا جاسکتا ہے کہ بات کیا ہے اور امام قرطبیؒ کس طرف لے جانا چاہتے ہیں۔اس روایت کے متعلق جو مشہور کلام ہے وہ یہ ہے کہ بعض محدثین اس کو "مسند "نہیں مانتے اور اس روایت پر کلام اور جرح کا دائرہ کار بھی بس اسی حد تک محدود ہے، باقی یہ کہ یہ روایت مرسل ہے، اس میں کوئی اختلاف

---

[27] ۔ تفسیر القرطبیؒ، 1 :122۔

[28] ۔ العینی، ابو محمد محمود بن احمد الحنفی، نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار، قطر: وزارۃ الاوقاف، قطر، 1429ھ، 4:103۔

[29] ۔ نفس مصدر، 4:103۔

نہیں ہے۔اگر اس روایت میں حضرت امام ابو حنیفہ پر جرح نہ بھی کیا جائے تب بھی یہ روایت "حسن بن عمارہ" کی سند سے ضعیف ہے کیونکہ وہ اکثر محدثین کے نزدیک "متروک" ہیں۔ تفسیر قرطبیؒ پر تحقیق کرنے والے شام کے مایہ ناز محدث علامہ عبد الرزاق امام قرطبیؒ کی اس جرح کے متعلق لکھتے ہیں:

"الاولي عدم التعريض لابي حنيفة بجرح لان في الاسناد الحسن بن عمارة،وهو متروك بالاتفاق فالحمل عليه في وصل هذا الحديث بذكر جابر اولي"[30]

ترجمہ۔حضرت امام ابو حنیفہ پر جرح کی طرف تعرض نہ کرنا ہی بہتر تھا کیونکہ سند میں حسن بن عمارہ ہے اور وہ محدثین کے نزدیک متروک ہے، پھر حدیث جابر میں وصل کا یہ الزام ان پر حمل کرنا زیادہ مناسب تھا(نہ کہ حضرت امام ابو حنیفہ پر)

امام قرطبیؒ نے جس جرح میں امام دار قطنی کا اتباع کیا ہے، اس کے کافی وشافی جوابات تو احناف کے محدثین نے دیے ہیں لیکن مجھے حیرت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس میدان میں امام قرطبیؒ کے اکابر تو حضرت امام ابو حنیفہ کی ثقاہت وعدالت اور اس کے تقوی پر متفق ہیں لیکن یہاں امام قرطبیؒ نے اپنے اکابر کا دامن کیوں چھوڑا؟ محمد بن سعد العوفی، حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق فرماتے ہیں:

" سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه، ولا يحدث بما لا يحفظ"[31]

ترجمہ۔میں نے یحی بن معین کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقہ تھے وہی حدیث بیان کرتے تھے جو آپ کو حفظ ہوتی تھی جو حفظ نہ ہوتی تھی اسے بیان نہ کرتے تھے۔

امام ابو حنیفہ کے بارے میں یہی تعدیل صالح بن محمد بھی یحی بن معین سے نقل فرماتے ہیں:

"سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو حنيفة ثقة في الحديث"[32]

ترجمہ۔کہ میں نے یحی بن معین کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے۔

صالح بن محمد اور محمد بن سعد العوفی دونوں امام ابن معین کے مایہ ناز شاگردوں میں سے ہیں، جن کی ثقاہت پر امام بخاری اور امام احمد بن حنبل جیسے علم اور تقوی کے پہاڑ بھی اعتماد کرتے ہیں اور یہ دونوں حضرت امام ابو حنیفہ کی ثقاہت کے قائل ہیں۔ان دونوں نے حضرت امام ابو حنیفہ کی ثقاہت کو جس تناظر میں پیش کیا وہاں امام قرطبیؒ کی تجریح کی کوئی اوقات باقی نہیں رہتی۔اس زمرے کے ناقدین جب کسی تجریح یا تعدیل کے متعلق کلام کرتے ہیں تو وہ بلا تعصب اور انصاف کے عین مطابق کرتے ہیں۔

علامہ ابن حبانؒ اپنی سند کے ساتھ محمد بن سعید بن مسلم الباہلی سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف سے امام ابو حنیفہ کے متعلق پوچھا کہ امام ابو حنیفہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو " جھمی "عقائد پہ مرا؟ تو اس نے جواب میں فرمایا کہ:

30۔ تفسیر القرطبیؒ،122: 1۔

31۔ المزی، ابو الحجاج، یوسف بن عبد الرحمن، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، بیروت: موسسۃ الرسالہ، 1400ھ، 224:29۔

32۔ نفس مصدر، 224:29۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

"قال أبو حاتم رضي الله عنه لسنا ممن يوهم الرعاع مالا يستحله ولا ممن يحيف بالقدح في إنسان وإن كان لنا مخالفا بل نعطي كل شيخ حظه مما كان فيه ونقول في كل إنسان ما كان يستحقه من العدالة والجرح أدخلنا زفرا وأبا يوسف بين الثقات لما تبين عندنا من عدالتهما في الأخبار وأدخلنا من لا يشبههما في الضعفاء مما صح عندنا مما لا يجوز الاحتجاج به"[33]

ترجمہ۔اس بارے میں امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ ہم محدثین ایسے نہیں ہیں جس طرح دوغلہ پن کے لوگ ہمارے متعلق وہ باتیں گمان کرنے لگتے ہیں، جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے اور نہ ہم اپنے مخالفین پر متعصبانہ جرح کرتے ہیں، اگرچہ وہ ہمارے مخالف ہی کیوں نہ ہو بلکہ ہم ہر محدث کو اپنے مقام کے مطابق جگہ دیتے ہیں اور ہم جرح وتعدیل کے سلسلے میں ہر انسان کے متعلق وہی بات کہتے ہیں جس کا وہ مستحق ہے۔اس وجہ سے امام زفر اور امام ابو یوسف کو ثقات میں داخل کیا کیونکہ یہ دونوں ہمارے نزدیک ثابت العدالت ہیں اور جو لوگ ان دونوں کے مشابہ نہیں ہیں ان کو ہم نے ضعیف راویوں میں داخل کیا جن سے احتجاج صحیح نہیں ہے۔

تفسیر قرطبیؒ سے قبل اور بعد کے تفاسیر اور ان کے احوال و مراتب

کسی بھی صحیح الفطرت انسان پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ متقدمین اور متاخرین میں قرنا بعد قرن کچھ ایسے مفسرین بھی گزرے ہوئے ہیں جن میں ہر ایک صاحب علم نے قرآن کریم کی تفسیر اوروں سے جداگانہ انداز میں پیش کیا ہے اور انہی گروہ میں بعض ایسے ہیں جو صرف اپنے ہم عصر وں کے ماخذ اور تلخیص پر نئے روپ میں اکتفاء کرکے تفسیری نکات کو حل کرتے ہیں اور بعض مفسرین ایسے بھی ہیں جو تفسیر قرآن میں مستقل طور پراجتہاد کے درجے پر فائض ہیں۔

امام قرطبیؒ کی تفسیر میں کونسا موضوع اور مزاج غالب ہے اور ان کے تفسیر کا تعلق تفاسیر کے کس زمرے سے ہے؟ یہ فیصلہ اس کے مطالعہ کرنے کے بعد آسان ہوتا ہے کہ اس کا تعلق تفاسیر کے اس زمرے سے ہے جن کا تعلق فقہی مزاج سے جوڑا جاتا ہے لیکن علامہ حلبی اپنی شہر آفاق تصنیف "کشف الظنون" میں انتہائی شرح وبسط کے ساتھ متقدمین اور متاخرین کے تفاسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک،ایک کی نشاندہی کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم کی اصلی اور فطری مراد کے موافق کس کی تفسیر ہے اور کس کی مخالف ہے۔اس کے ساتھ ہی ہم اس نتیجے پر بھی پہنچ سکتے ہیں کہ شرعاً اس تفسیر کا کیا حکم ہے جنہوں نے اس تفسیر کی بنیاد کسی من گھڑت رائے پر قائم کی ہو۔

متاخرین میں سے جنہوں نے صحابہ اور تابعین کے اقوال اپنے تفسر میں داخل کئے ہیں، ان میں سے سفیان بن عیینہ،وکیع بن جراح،شعبہ بن حجاج،روح بن عبادہ،یزید بن ہارون اور اسحاق بن راہویہ وغیرہم ہیں۔بعض مفسرین ایسے ہیں جو صرف اور صرف ان مذکورہ مفسرین کے تفاسیر کو نقل کرتے ہیں۔ان مفسرین میں سے ابن جریر طبری،ابن ابی حاتم،ابن مردویہ،ابو شیخ اور ابی منذر وغیرہم ہیں۔یہ تمام حضرات تفسیر کے سلسلے میں صحابہ اور تابعین کے اقوال کو نقل کرنے کا بہت زیادہ التزام رکھتے

33۔ ابن حبان، محمد بن حبان بن معاذ البستی، کتاب الثقات، ہند: وزارۃ الاوقاف، 1393ھ، 7:646۔

ہیں،اس لیےان کی تفسیروں پر تنقید وتنکیر کا حق کسی کو حاصل نہیں کیونکہ اس گروہ کی تفسیر کاماخذ غالب طور پر احادیث ہی ہوسکتی ہیں۔[34]

متقدمین اور متاخرین کے اوسط زمانہ میں چند مفسرین ایسے گزر گئے جنھوں نے قرآن کریم کی تفسیر انوکھے انداز میں اور انتہائی مفید فوائد پر مشتمل حل تو کیا لیکن انھوں نے صحابہ اور تابعین سے نقل تفسیر میں سند کا التزام نہیں رکھا۔ان میں سے ابی اسحاق الزجاج،ابو جعفر النحاس،ابی العباس المہدی،ابو جعفر النقاش اور ابی علی الفارسی ہیں،اس لیے استدلال کی حیثیت سےان کی تفسیروں کا رتبہ پہلے گروہ والوں کی نسبت سے کم رہاکیونکہ ان کی تفسیروں میں وہ چیز نہیں پائی گئی جس پر دین محمدی کی بنیاد ہے اور بقول علامہ عبد اللہ بن مبارکؒ"ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء "[35]کا مصداق بن کراصولِ تفسیر سے ناواقف لوگ ہر کس وناکس کی تفسیر معیار کی حیثیت سے سمجھنے لگے۔

اس کے بعد مفسرین کی ایک اور جماعت نےتفسیر قرآن کا ایک نیا رنگ اختیار کرلیا اور تفسیر قرآن کے سمندر میں غوطہ زن ہوکر اس کی عمیق اور لطیف موتیاں چننے لگے،نحوی ترکیب،قواعدِنحو اور نحو کے وجوہ مختلفہ بیان کرنے میں ایک نایاب تفسیر علامہ زجاجؒ اور ابن حیانؒ نے تالیف فرمائی،اخبار ،قصص وتواریخ کے طرز پررطب ویابس کےساتھ علامہ اخباریؒ نےایک تفسیر لکھی جس میں غیر معمولی تفصیل کے ساتھ امم سابقہ کے احوال درج کئے۔فقہی مزاج پر مشتمل تفسیر علامہ قرطبیؒ نے تالیف فرمائی جس میں محاکمانہ طور پر دلائل فقہاء کو بیان کرنے پر بہت گہری نگاہ رکھی گئی ہے۔علوم عقلیہ،اقوالِ حکماء وفلاسفہ اور دیگر بہت سارے علوم وذخائر پر مشتمل ایک طویل ترین تفسیر امام فخر الدین رازیؒ نے لکھی،یہاں تک کہ تفسیر کبیر کے معلق علماء کا یہ جملہ نہایت مشہور ہونے لگا "فيه كل شيء إلا التفسير "کہ اس میں تفسیر قرآن کے علاوہ سب کچھ ہے۔[36]

اب سوال یہ ہے کہ ان تمام تفسیروں میں زیادہ معتبر تفسیر کس کی ہے؟آسان سی بات ہے،نشاندہی کے طور پر ہم نےقرون اولیٰ و قرون وسطیٰ کے مفسرین کا ذکر کیا ،ظاہر ہے کہ ان مفسرین کی عظمت وجلالت بھی کسی پر مخفی نہ رہے گی۔پھر اس کے بعد مفسر کی شخصیت کو متعین کرنے کےذیل میں خود بخود ہر مفسر کے تفسیر کو مرتبہ دیا جائےگا،یہاں تک کہ ہم کسی بھی تفسیر کو مطالعہ کرتے وقت ایسے شخص پر خوب گرفت کر سکیں گے جو تفسیر کے دھوکہ میں اپنے باطل نظریات ومزعومات ثابت کرنے کی آڑ میں ہو۔

تفسیر بالرائے کی تحقیق

34۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون،1:427۔

35۔ القشیری،ابوالحسن مسلم بن حجاج،الجامع الصحیح،بیروت:داراحیاءالتراث العربی،س ن،1:15۔

36۔ حاجی خلیفہ،کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون،1:427۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ماضی بعید سے لے کر عصر حاضر تک ہر دور میں تاریخ کے اوراق پر مختلف مقامات پر ان گنت ایسے افراد کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے خواہش نفس کی پیروی میں اپنے باطل وفاسد نظریات کو تفسیر قرآن کا لبادہ پہنایا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بدعتی شخص تفسیر قرآن سے صرف فاسد نظریات کا اثبات کرتا ہے اور پھر اسی طریقے پر تاویل واجتہاد کے حیلے میں قرآن میں تحریف کرتا ہے۔ علامہ کاتب حلبی لکھتے ہیں۔

"والمبتدع ليس له قصد إلا تحريف الآيات،وتسويتها على مذهبه الفاسد،بحيث أنه لو لاح له شاردة من بعيد اقتنصها، أو وجد موضعا له فيه أدنى مجال سارع إليه"[37]

ترجمہ۔ تفسیر قرآن سے بدعتی شخص کا قرآن میں تحریف کرنا ہی مقصود ہوتا ہے پھر وہ اس تفسیر کے ذریعہ قرآن کریم کو اپنے فاسد مذہب کے مطابق بنالیتا ہے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اگر بدعتی شخص کوئی دور دراز تاویل کے ذریعہ قرآن میں اپنا مؤقف پالیتا ہے تو وہ فوراً اسے شکار کرلیتا ہے یا ان کے لیے قرآن میں کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں اتفاقاً اس کے نظریات سے موافقت میسر ہو جائے تو وہ اس کی طرف دوڑ کے چلا جاتا ہے۔

پھر مبتدعین کی تفسیروں میں سے بدترین اور اقبح قسم کی تفسیر جو ہے وہ تفسیر بالرائے اصطلاحی ہے۔ تفسیر بالرائے سے کیا مراد ہے؟ تفسیر بالرائے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ قرآن میں رائے وعقل استعمال نہ کیا جائے بلکہ خود قرآن کریم "افلا يتدبرون القرآن" جیسے واضح الفاظ سے قرآن میں فکر وتدبر کی ترغیب دے رہا ہے۔اس لیے قرآن میں فکر وتدبر کا استعمال فہم قرآن کے لیے ایک بہترین آلہ کار ہے۔ تفسیر بالرائے کا مطلب اہل اصول کے نزدیک یہ ہے کہ تفسیر قرآن میں قلبِ موضوع سے کام لیا جائے۔اس صورت میں مفسر پہلے ایک رائے قائم کرکے اس کو اصل قرار دیتا ہے اور باقی تفسیر کو اسی رائے پر منطبق کرکے قرآن کو اسی رائے کا تابع بنالیتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "الاتقان فی علوم القرآن" میں تفسیر بالرائے کی بہت سی صورتیں بیان کی ہیں مثلاً:

1. یہ کہ تفسیر قرآن ایسے علوم کے بغیر کیا جائے جو علوم تفسیر قرآن کے لیے ضروری ہے۔
2. یہ کہ آیات متشابہات کی تفسیر ایسے انداز سے کی جائے جن میں مفسر اسی کی ہوئی تفسیر پر جزم واذعان ظاہر کرتا ہو۔
3. یہ کہ کسی قرآنی آیت کی ایسی تفسیر جس سے باطل وفاسد مذہب کا اثبات کیا جائے اور وہ بھی اس طرح کہ اس مذہب کو اصل قرار دے اور قرآن کو اسی کے تابع رکھا جائے یا اس تفسیر کو اسی مذہب کی طرف کسی ضعیف طریقے پر پھیر کرلائے۔
4. یہ کہ بلادلیل یہ دعویٰ کرنا کہ یہ تفسیر قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کی مراد ہے۔جب کہ اصل میں تفسیر کا حمل کوئی اور ہو۔
5. یہ کہ من پسند اور نفسانی خواہشات کے مطابق تفسیر ہو۔[38]

تفسیر بالرائے کی مزید اقسام

---

37 ۔ نفس مصدر، 427:1۔

38 ۔ السیوطی، ابوبکر عبدالرحمن جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، الھیۃ المصریہ، 1394ھ، 219:4۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ماہر بالقرآن کے لیے تفسیر میں مذکورہ ان پانچ امور سے بچنا ضروری ہے اور تفسیر کے میدان میں جہاں شریعت نے عقل وفکر کا دائرۂ کار بنایا ہے اس کو پھلانگتے ہوئے بغیر قطعی دلیل کے کسی کی نفسانی ہوس کو شفاء دینے والی رائے کو یقینی بنا دینا اور قرآن کریم میں توڑ مروڑ کر کے انقلاب کی جنت کے طمع میں جمہور مفسرین کی تفسیروں کو پس پشت ڈال دینا بھی تفسیر بالرائے میں داخل ہے۔

کسی آیت کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ وتابعین سے صحیح طریق سے منقول ہو اور پھر کسی مفسر کا تاؤیلاً یا صراحۃً اس کی مخالفت کرنا بھی اہل اصول تفسیر بالرائے قرار دیتے ہیں مثلاً "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" کا مصداق تمام مفسرین یہود ونصاریٰ بتلا رہے ہیں اور ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق میں، میں نے کسی کا اختلاف نہیں دیکھا ہے۔[39] اب اگر کوئی مفسر آکر اس آیت کو مادی یا صنعتی انقلاب پر حمل کرتا ہے تو اس کا یہ حمل تفسیر بالرائے قرار دیا جائے گا۔

یا اگر کسی آیت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ وتابعین سے کوئی خاص تصریح منقول نہ ہو تو پھر وہاں ادب ولغت، فصاحت وبلاغت، قرینۂ حال ومحال اور یا سیاق وسباق کی مخالفت بھی تفسیر بالرائے سمجھا جائے گا، مثلاً آیت "إن لك في النهار سبحا طويلا" کو انقلابِ عمومی پر حمل کرنا۔ یہ حمل کسی بھی مفسر کے لیے تحریفِ معنوی کا سبب بن سکتا ہے۔ ساتھ یہ کہہ دینا بھی مناسب ہے کہ تفسیر بالرائے کی وہ قسم جس میں اجتہاد کی بنیاد صرف من گھڑت رائے پر رکھی گئی ہو وہ تفسیر تمام اہل علم کے نزدیک ناجائز اور حرام ہے۔

BIBLIOGRAPHY

1. *Âl-Âynî, Âbû Mûhâmmâd Mâhmoûd bîn Âhmâd âl-Hânâfî, Nûkhbât âl-Âfkâr fî Tânqîh Mâbânî âl-Âkhbâr fî Shârh Mâ'ânî âl-Âthâr, Qâtâr: Wâzârât âl-Âwqâf, Qâtâr, 1429 ÂH.*
2. *Âl-Mârâkeshî, Âbû Âbdûllâh Mûhâmmâd bîn Mûhâmmâd bîn Âbdûl Mâlîk âl-Ânsârî, Âl-Dhâîl wâl Tâkmîlâh lî Kîtâbî âl-Mâwsûl wâl Sîllâh, Beîrût: Dâr âl-Thâqâfâh, 1965 CE.*
3. *Âl-Mîzzî, Âbû âl-Hâjjâj Yûsûf bîn Âbdûl Râhmân, Tâhdhîb âl-Kâmâl fî Âsmâ' âl-Rîjâl, Beîrût: Mû'âssâsât âl-Rîsâlâh, 1400 ÂH.*
4. *Âl-Qûrtûbî, Âbû Âbdûllâh Mûhâmmâd îbn Âhmâd îbn Âbî Bâkr, Âl-Jâmî' lî Âhkâm âl-Qûr'ân, Beîrût: Dâr âl-Kûtûb âl-Mâsrîyyâh, 1384 ÂH.*
5. *Âl-Qûrtûbî, Âl-Tâdhkîrâh bî-Âhwâl âl-Mâwt wâ Ûmûr âl-Âkhîrâh, Câîro: Mâktâbât âl-Sâfâ, 2001 CE.*
6. *Âl-Qûshâyrî, Âbû âl-Hâsân Mûslîm bîn Hâjjâj, Âl-Jâmî' âl-Sâhîh, Beîrût: Dâr Îhyâ âl-Tûrâth âl-Ârâbî, dâte not specîfied.*
7. *Âl-Sâfâdî, Sâlâh âl-Dîn Khâlîl îbn Âîbâk, Âl-Wâfî bî'l-Wâfâyât, Beîrût: Dâr Âhyâ âl-Tûrâth âl-Ârâbî, 2000 CE.*
8. *Âl-Sânûsî, Bâlâm Mûftâh, Âl-Qûrtûbî: Hâyâtûhû wâ Âthârûhû âl-Îlmîyyâh, Dâr âl-Kûtûb âl-Wâtânîyyâh, 1998 CE.*
9. *Âl-Sûyûtî, Âbû Bâkr Âbdûl Râhmân Jâlâl âl-Dîn, Âl-Îtqân fî Ûlûm âl-Qûr'ân, Egypt: Âl-Hâyâh âl-Mîsrîyyâh, 1394 ÂH.*
10. *Âl-Zârkâlî, Khâyr âl-Dîn bîn Mâhmûd Dâmâscene, Âl-Â'lâm, Beîrût: Dâr âl-Îlm lîl-Mâlâyîn, 2002 CE.*
11. *Hâlâbî, Hâjî Khâlîfâh Mûstâfâ bîn Âbdûllâh, Kâshf âl-Zûnûn 'ân Âsâmî âl-Kûtûb wâl Fûnûn, Beîrût: Dâr âl-Kûtûb âl-Îlmîyyâh, 1941 CE.*
12. *Îbn Âbî Hâtîm, Âbû Âbd âl-Râhmân bîn Mûhâmmâd bîn Îdrîs, Tâfsîr âl-Qûrân âl-Âzîm, Sâûdî Ârâbîâ: Mûstâfâ âl-Bâz, 1419 ÂH.*
13. *Îbn Âbî Hâtîm, Âbû Âbd âl-Râhmân bîn Mûhâmmâd bîn Îdrîs, Tâfsîr âl-Qûrân âl-Âzîm, Sâûdî Ârâbîâ: Mûstâfâ âl-Bâz, 1419 ÂH.*
14. *Îbn Fârhûn, Îbrâhîm bîn Âlî bîn Mûhâmmâd, Âl-Dîbâj âl-Mâdhhâb fî Mâ'rîfât Â'yân Ûlâmâ âl-Mâdhhâb, Câîro: Dâr âl-Tûrâth lîl-Tîbâ'âh wâl Nâshr, dâte not specîfied.*
15. *Îbn Hîbbân, Mûhâmmâd bîn Hîbbân bîn Mû'âdh âl-Bûstî, Kîtâb âl-Thîqât, Îndîâ: Wâzârât âl-Âwqâf, 1393 ÂH.*

[39]۔ ابن ابی حاتم، ابو عبد الرحمن بن محمد بن ادریس، تفسیر القرآن العظیم، سعودی عرب: مصطفی الباز سعودیہ، 1419ھ، 1:21۔